ہمارا کیا حشر کر دیا ہے؟ اس نے علاء کا برتھ سرٹیفکیٹ ہاتھ میں اٹھایا اور چیخ کر کہا: "انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ امریکہ خوش ہے۔ اب وہ خوش ہو لیں۔ اب وہ جشن منا لیں۔ انھوں نے علاء کو قتل کر دیا۔ انھوں نے میری اکلوتی پوتی کو قتل کر دیا"۔

ڈاکٹر محمد نے جو ۱۹۹۵ میں گریجوایشن کے بعد سے اسی ہسپتال میں کام کر رہے ہیں، مجھے بتایا: "جب کوئی بچہ مرتا تھا تو میں ہر مرتبہ روتا تھا۔ میں ان میں سے ہر ایک کا دوست ہوتا تھا۔ اب میں یہ نہیں کر سکتا۔ یا پھر مجھے روزانہ تین یا تین سے زیادہ دوستوں کا ماتم کرنا ہوگا"۔ جب بغداد کے سب سے بڑے ہسپتال کا یہ حال ہے تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ چھوٹے ہسپتال کس طرح کام چلا رہے ہوں گے۔ جواب یہ ہے: "وہ کام نہیں چلا پا رہے۔ اسی لیے روزانہ بچوں کی بہت بڑی تعداد مرجاتی ہے"۔

ہسپتال کے دروازے کے پاس ایک آدمی اپنی جیکٹ بچھائے نماز پڑھ رہا تھا۔ جب میں اس کے قریب گیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ وہ خون کے سرطان سے مرنے والے ایک بچے کا باپ تھا۔ ہسپتال سے آنے کے بہت دیر بعد تک اس کی آواز میرے کانوں میں گونجتی رہی۔ اللہ اکبر... اللہ اکبر! (کریسنٹ انٹرنیشنل، ۱۶ تا ۳۱ مئی، ۱۹۹۹ سے ماخوذ)۔

مراکش: مسائل کا شکار

مسلم سجاد

مراکش امت مسلمہ کا ایک اہم ملک ہے جہاں کے بارے میں ہمارے ذرائع ابلاغ میں کبھی کبھار ہی کوئی خبر آتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہاں کے ہمارے مسلمان بھائی کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں اور کن مسائل کا شکار ہیں۔

مراکش میں گذشتہ سال انتخابات کے بعد شاہ حسن نے حکومت بائیں بازو کی پارٹیوں کے حوالے کی۔ سوشلسٹ لیگ آف پیپلز فورسز (USFP) کے عبدالرحمٰن یوسفی وزیراعظم بنے۔ دوسرے مسلمان ملکوں کی طرح یہاں بھی سیاسی مخالفت برداشت نہ کرنے کی روایت رہی ہے۔ نئی حکومت آنے کے بعد توقع تھی کہ ماضی کے ظلم و جبر کا کچھ ازالہ کیا جائے گا۔ عبدالرحمٰن یوسفی کی حکومت کو ایک سال ہو چکا ہے۔ لیکن اس حکومت سے جو توقعات قائم کی گئی تھیں، بیشتر پوری نہیں ہوئی ہیں۔ بعض پولیس افسران کو قتل، ٹارچر اور عصمت دری کے الزام میں سزائیں ہوئی ہیں۔ کچھ ججوں کو بھی تنبیہہ کی گئی ہے لیکن محسوس کیا جا رہا ہے کہ حکومت سابق دور کے لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بجائے، ان سے مکالمے اور سمجھوتے کی راہ پر چل پڑی ہے۔ لوگ حیران ہیں کہ ان کی تحسین بھی کی جا رہی ہے۔

شاہ حسن نے ۱۹۶۰ سے ۱۹۷۹ کے دوران لاپتہ ہونے والے ۱۱۲ میں سے ۵۶/ افراد کا معاوضہ دینے پر اور ۲۰ سیاسی مخالفین کی رہائی پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ اس کے لیے مذاکرات مراکش کی حقوق انسانی کونسل نے کیے، لیکن اس کونسل نے بھی دو اہم افراد کے بارے میں بات نہیں کی: اسلامی رہنما عبدالسلام یٰسین جو ۱۹۸۹ میں گرفتاری کے بعد سے گھر میں نظربند ہیں اور ابراہیم سرفتی، جنھیں ۱۷برس جیل میں رکھ کر ۱۹۹۱ میں فرانس ملک بدر کیا گیا۔

بیسویں صدی کا اختتام ہے، دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے لیکن مراکش میں ابھی خواندگی کی شرح ۵۰ فی صد ہے۔ دیہی علاقوں میں ۹۰ فی صد بچے اسکول نہیں جاتے، ۶۳ فی صد آبادی کو گھر پر پانی میسر نہیں ہے، ۸۳ فی صد بجلی سے محروم ہے، ۹۳ فی صد کے لیے نکاسی آب کا انتظام نہیں ہے۔ آبادی کے ۱۰ فی صد انتہائی غربت کی زندگی گزارتے ہیں۔ افرادی قوت کے ۱۹ فی صد بے روزگار ہیں۔ امیر اور غریب کی آمدنی کا تفاوت غیر معمولی ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے کوئی منصوبے زیر عمل نہیں ہیں، بس چند نمایشی اقدامات کیے گئے ہیں۔

جو کچھ معاشی ترقی ہوئی ہے اس کے فوائد نچلی سطح تک نہیں پہنچ پائے۔ گذشتہ سال بھی ہزاروں مراکشیوں نے جبرالٹر کو عبور کر کے یورپ جانے کی کوشش کی۔ ۱۵۰ ڈوب گئے، ۱۵۰۰ گرفتار ہوئے۔

بے روزگار گریجوایٹ احتجاج کرتے رہتے ہیں۔ نئی نسل کو، بادشاہ سے کسی تبدیلی کی توقع نہیں ہے۔ اسلامی قوتوں کو سیاسی تحریک کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا جاتا لیکن وہ نمایاں سیاسی اور اجتماعی قوت کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آ رہی ہیں (ماخوذ: ماہنامہ امپیکٹ، لندن، مئی ۱۹۹۹)۔

ترجمان القرآن کا مطالعہ

ذہنی و علمی افق کو وسیع کرتا ہے

ملی و قومی مسائل پر شعور و آگہی دیتا ہے

دعوت و تربیت کی راہ میں آگے بڑھاتا ہے

ایمان و حکمت سے مالا مال کرتا ہے

ترجمان القرآن اپنے تک نہ رکھیے --- دوسروں تک پہنچائیے